حضرت امام محمد تقیؑ کے علمی واخلاقی کمالات وفضائل کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Scholarly and Moral Excellences of Hazrat Imam Muhammad Taqi (a.s.)

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All copy rights are preserved.

Muhammad Ahmad Fareed Fatemi
M.A. Urdu (UoK), B.S. Islamic Studies, MIU, Qum, Iran.
E-mail: ahmadfatimiofficial@gmail.com

Abstract:

In this article, the Imamate of *Imam Muhammad Taqi* (peace be upon him) and various aspects of his life and character have been examined. First of all, in this, it will answer the doubt raised on the assumption of the position of *Imamat* at the age of nine years, and it has been proved that the Prophets and Saints of God were in the position of guidance and guidance to mankind. There is no age or age limit to become a graduate.

Also, this knowledge and wisdom was given to *Hazrat Imam Muhammad Taqi* (peace be upon him) by Allah, on the basis of which he was aware of hidden matters from the common people In this paper, the precise scholarly answers to the questions of Yahya bin Ikhtham, the Qazi of the Abbasid government of Imam Muhammad Taqi (peace be upon him), have been included. Also, his role in promoting the religion of Islam has been highlighted. Along with this, the noble morals and virtues of the Imam have been described and torches of guidance have been lit by his teachings in the present age. This thesis is a scholarly and research effort, which will provide the reader with an opportunity to dive into the sea of ethics and

knowledge of Imam Jawad (a.s.) and encourage him to seek guidance from his teachings.

Keywords: Imam Muhammad Taqi, Knowledge, Ethics, Ahl al-Bayt, Hujat God.

خلاصہ

اس مقالہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کی امامت اور آپ کی سیرت و کردار کے مختلف گوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ سب سے پہلے اس میں آپ ع کے نو سال کی عمر میں منصب امامت پر فائز ہونے پر اٹھائے جانے والے شبہ کا جواب دیا گا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ انبیاء اور اولیائے الٰہی کے بنی نوع بشر کی ہدایت و ارشاد کے مقام پر فائز ہونے کے لیے کسی عمر اور سن و سال کی قید نہیں ہے۔ نیز یہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے وہ علم و حکمت عطا فرمایا تھا جس کی بنیاد پر آپ عام لوگوں سے مخفی امور سے آگاہی رکھتے تھے۔

اس مقالہ میں امام محمد تقی علیہ السلام کے عباسی حکومت کے قاضی، یحییٰ بن اکثم کے سوالات کو دقیق علمی جوابات کو شامل کیا گیا ہے۔ نیز دین مبین اسلام کی ترویج میں آپ کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ امام کے کریمانہ اخلاق اور فضائل بیان کیے گئے ہیں اور عصر حاضر میں آپ کی تعلیمات سے رہنمائی کی مشعلیں روشن کی گئی ہیں۔ یہ مقالہ ایک علمی اور تحقیقی کوشش ہے، جو قاری کو امام جواد علیہ السلام کے اخلاق و علم کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کا موقع فراہم کرے گا اور ان کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرنے کی ترغیب دے گا۔

کلمات الفاظ: امام محمد تقی، علم، اخلاق، اہل بیت، حجت خدا۔

تعارف

اسلام ایک کامل دین ہے، جس کی تشریح کے لیے شارح دین کا کامل ہونا لازم ہے۔ نبوت کے بعد امامت اسی کا عنوان جدید ہے۔ اسلامی تاریخ کے افق پر اہلِ بیت علیہم السلام کے کردار اور خدمات ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ عظیم ہستیاں نہ صرف دینی رہنمائی فراہم کرتی رہیں بلکہ انسانی معاشرت کو اخلاق و علم کے اعلیٰ ترین اصولوں سے بھی روشناس کراتی رہیں۔ ان ہستیوں میں سے ایک درخشندہ ستارہ امام محمد تقی علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ ہے، جو علم، حلم، اخلاق اور تقویٰ کے پیکر تھے۔ امام محمد تقی علیہ السلام، جنہیں "جواد الائمہ" کے لقب

سے یاد کیا جاتا ہے، نہایت کم عمری میں امامت کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔آپ نے نہ صرف اپنے وقت کے پیچیدہ علمی و دینی مسائل کا حل پیش کیا بلکہ اپنے اخلاق و کردار سے ان گنت دلوں کو نورِ ہدایت سے منور کیا۔آپ کی حیاتِ طیبہ میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں جو علم و معرفت اور اخلاق و کردار کے بہترین نمونے ہیں۔
ان واقعات کی روشنی میں امام محمد تقی علیہ السلام کی علمی حیثیت اور آپ کے اخلاقی فضائل کو اجاگر کرنا امتِ مسلمہ کے لیے نہایت اہم ہے۔ یہ مقالہ امام محمد تقی علیہ السلام کی علمی و اخلاقی فضیلتوں کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتا ہے۔ اس میں تاریخی منابع اور معتبر حوالوں کی روشنی میں آپ کے علمی کمالات، اخلاقی برتری اور اسلامی تعلیمات کی ترویج میں آپ کے کردار کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالے کا مقصد نہ صرف امام علیہ السلام کی شخصیت کو بہتر طور پر سمجھنا ہے بلکہ ان کی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تناظر میں قابلِ عمل بنانے کی کوشش کرنا بھی ہے۔ یہ مطالعہ ہمیں اس بات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام کی شخصیت اور ان کی تعلیمات کس طرح ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہیں۔

امام محمد تقی علیہ السلام: علم الہیٰ کا مخزن

علم الہیٰ کی ترویج اور امامت کے لیے عمر کے کم یا زیادہ ہونے کو میعار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ قرآن و سنت و سیرت سے مشخص ایک امر ہے، جب امام محمد تقی علیہ السلام نو سال کی عمر میں امامت کے منصب پر منصوب ہوئے تو داخلی اور خارجی طور پر یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ ایک نو سال کا بچہ کس طرح سے امامت مسلمین و مومنین کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ شیخ کلینیؒ کی نقل کے مطابق ایک شخص نے امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا: مولاؑ! بعض افراد آپ کی کم عمری کے متعلق سوال اٹھاتے ہیں تو ان کا کیا جواب ہے؟ امامؑ نے جواب دیا: خدا نے داودؑ کو وحی فرمائی کہ سلیمانؑ کو اپنا وصی مقرر کر دو، حالانکہ سلیمانؑ اس وقت بچے تھے اور بھیڑ بکریوں کو چراتے (اور ان سے کھیلتے) تھے۔[1]
اسی طرح امام محمد تقی علیہ السلام نے امیر المومنینؑ کے کم سن ہونے سے استدلال کرتے ہوئے علی ابن حسان کی روایت میں فرمایا: علیؑ کے سوا کسی نے بھی اس وقت نبی اکرمؐ کی پیروی نہیں کی تھی، جب آیت قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ نازل ہوئی تھی، اس وقت علیؑ نو سال کے تھے اور میں بھی نو سال کا ہوں۔[2] امام محمد تقی علیہ السلام بچپن میں ہی اپنے زمانہ کے تمام علماء میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے، علماء آپ کے مناظروں، فلسفی، کلامی اور

فقہی گفتگو سے متاثر ہو کر آپ کو مانتے تھے اور سات سال کی عمر میں ہی آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی فضیلت عام ہو گئی۔

جب مامون نے اپنی بیٹی کا امام سے عقد کرنے کا ارادہ کیا، تو اُس نے عباسیوں کو بلایا، اُنھوں نے مامون سے امام کے امتحان کا مطالبہ کیا تو مامون نے قبول کر لیا۔ اس نے امام محمد تقیؑ کے امتحان کے لیے بغداد کے قاضی یحییٰ بن اکثم کو مقرر کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ امام کو ناکام کر دے اور وہ جواب نہ دے سکیں تو اس کو بہت زیادہ مال و دولت دیا جائے گا۔ یحییٰ اس محفل میں پہنچا جس میں وزراء اور حکام موجود تھے۔ سب کی نظریں امام پر لگی ہوئی تھیں، چنانچہ اس نے امام سے عرض کیا: کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ سے کچھ دریافت کروں؟ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: ''اے یحییٰ! جو چاہو پوچھو!

یحییٰ نے امام محمد تقی علیہ السلام سے کہا: حالت احرام میں شکار کرنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟ امام نے یحییٰ سے سوال کیا کہ تم نے کون سی شق پوچھی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: اُس نے حدود حرم سے باہر شکار کیا تھا یا حرم میں، شکار کرنے والا مسئلہ سے آگاہ تھا یا نہیں۔ اس نے عمداً شکار کیا ہے یا غلطی سے۔ شکار کرنے والا آزاد تھا یا غلام، وہ بالغ تھا یا نابالغ۔ اُس نے پہلی مرتبہ شکار کیا تھا یا بار بار شکار کر چکا تھا۔ شکار پرندہ تھا یا کوئی اور جانور، شکار چھوٹا تھا یا بڑا۔ شکاری شکار کرنے پر نادم تھا یا مُصر، شکار رات کے وقت کیا گیا ہے یا دن میں اور اس نے حج کے لیے احرام باندھا تھا یا عمرہ کے لیے؟

یحییٰ عاجز ہو گیا، چونکہ اُس نے اپنے ذہن میں اتنی شقیں سوچی بھی نہیں تھیں اور سب پر یہ آشکار ہو گیا کہ اللہ نے اہل بیتؑ کو علم و حکمت اسی طرح عطا کیا ہے، جس طرح انبیاء اور رسل کو عطا کیا ہے۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے اس مسئلہ کی متعدد شقیں بیان فرمائیں جبکہ ان میں سے بعض شقوں کا حکم ایک تھا، جیسے شکار رات میں کیا جائے یا دن میں ان دونوں کا حکم ایک ہے۔ لیکن امام نے اس کی دشمنی کو ظاہر کرنے اور اسے عاجز کرنے کے لیے ایسا کیا تھا چونکہ وہ آپ کا امتحان لینے کی غرض سے آیا تھا۔ مامون نے اپنے خاندان والوں کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کہا: ہم اس نعمت پر خدا کے شکر گذار ہیں، جو کچھ میں نے سوچا تھا وہی ہوا، کیا تمہیں اُن کی معرفت ہو گئی جن کا تم انکار کر رہے تھے؟

مامون عباسیوں سے مخاطب ہوا: کیا تم میں کوئی اس مسئلہ کا جواب دے سکتا ہے؟ نہیں، خدا کی قسم! نہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اہل بیتؑ عام مخلوق نہیں ہیں؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ حضرت علیؑ نو سال کی عمر میں رسول اللہؐ پر ایمان لائے، اور اللہ و رسولؐ نے ان کا ایمان قبول کیا اور ان کے علاوہ کسی کا ایمان قبول نہیں کیا؟ نہ ہی رسول اللہؐ نے آپ کے علاوہ کسی اور کو دعوت دی۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس ذریت میں جو حکم پہلے پر نافذ ہو گا، وہی حکم آخری پر نافذ ہو گا۔[3]

امام محمد تقی علیہ السلام اور مخفی امور کا علم

ابن ارومہ کی روایت ہے کہ میرے پاس ایک مومنہ خاتون آئی اور کچھ درہم مع چند کپڑوں کے مجھے دیے تاکہ میں وہ امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچادوں، ابن ارومہ کا خیال تھا کہ وہ مال اسی ایک خاتون کا ہے۔ جب وہ مال اور باقی مومنین کا مال لے کر امام کی خدمت میں پہنچا تو امام نے اس کو قبول کرنے کے بعد، ایک خط لکھا اور ابن ارومہ کو دیا، امام محمد تقی علیہ السلام نے اس خط میں لکھا: "فلاں اور فلاں شخص کی جانب سے جو کچھ بھیجا گیا، وہ ہم نے موصول کر لیا اور اسی طرح اُن دو خواتین کی جانب سے بھی موصول کر لیا ہے۔ خدا اس مال کو تم سب کی جانب سے قبول فرمائے اور تم سب کو دنیا اور آخرت میں ہمارے ساتھ قرار دے۔"

ابن ارومہ نے اس بات پر تعجب کیا اور حتیٰ بہ نقل روایت امامؑ کے خط پر شک کیا، چونکہ اس کی دانست میں ایک خاتون کا مال تھا اور امام نے دو خواتین کا ذکر کیا تھا۔ جب یہ اپنے وطن واپس پلٹا تو وہ خاتون اس کے پاس آئی اور اس سے سوال کیا کہ کیا میرا اور میری بہن کا مال ہمارے مولاؑ کی بارگاہ میں پہنچا دیا ہے؟ اس نے حیرت سے سوال کیا، کیا وہ صرف تمہارا مال نہیں تھا؟ تو خاتون نے جواب دیا نہیں! وہ میرا اور میری بہن کا مال تھا۔[4]

یحییٰ بن اکثم کے سوالات کا جواب

ایک مرتبہ یحییٰ ابن اکثم قاضی حکومتِ عباسیہ نے امام محمد تقی علیہ السلام سے سوال کیا۔ اے فرزند رسولؐ! اس روایت کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرائیلؑ بارگاہ رسالت میں آئے اور پیغام لائے، اے رسولؐ! خدا کا کہنا ہے کہ میں ابوبکر سے راضی ہوں، اس سے پوچھیں کیا وہ بھی مجھ سے راضی ہے؟ امام محمد تقی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا، اے یحییٰ ابن اکثم! میں ابوبکر کی اس فضیلت کا انکار نہیں کر رہا مگر ہمیں اس روایت کو اس حدیثِ رسولؐ سے مقایسہ کرنا ہو گا، جو آپؐ نے حجۃ الوداع میں بیان فرمائی تھی کہ مجھ پر بہت زیادہ جھوٹ باندھا جا رہا ہے اور مستقبل میں بھی میرے نام پر جھوٹ باندھا جائے گا۔

پس آگاہ رہو، جس نے بھی مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب بھی میری کوئی بات تمہارے پاس پہنچے تو اس کو قرآن اور میری عملی سنت و سیرت سے موازنہ کر کے دیکھو، اگر وہ بات ان میعارات کے مطابق ہو تو قبول کر لو اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کو ٹھکرا دو، کیونکہ وہ میری بات نہیں ہے۔ اے قاضی! یہ روایت جو تم نے ابوبکر کی فضیلت میں ذکر کی ہے، یہ روایت مندرجہ بالا میعار کے مطابق قرآن کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں پروردگار عالم کا فرمانا ہے: ہم نے انسان کو خلق فرمایا ہے کہ اس کے دل میں پیدا ہونے والے تمام خیالات و تصورات سے آگاہ ہیں اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں (16:50) اس لیے یہ عقلاً محال ہے کہ ابوبکر کے دل کا حال خدا سے پوشیدہ اور مخفی ہو، جس کو جاننے کے لیے اسے جبرائیل کو ارسال کرنے کی ضرورت پیش آئے۔[5]

پھر یحییٰ ابن اکثم نے کہا، یہ روایت بھی موجود ہے کہ ابوبکر و عمر زمین پر ایسے ہی ہیں جیسے آسمان پر جبرائیل و میکائیل ہیں۔ اس کے جواب میں امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: اے قاضی! جبرائیل و میکائیل خدا کے دو مقرب و مقدس فرشتے ہیں، جنہوں نے اپنی خلقت کے لمحے سے آج تک کبھی ایک لحظے کے لیے بھی خدا کی کوئی نافرمانی نہیں کی۔ جبکہ ابوبکر و عمر نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ خدا کی مخالفت اور شرک کرتے ہوئے بسر کیا ہے اور پھر مختصر مدت حیات کو اسلام کے تحت گزارا ہے۔ پس یہ مقایسہ و تقابل ہی درست نہیں ہے، جس کے تحت ابوبکر و عمر کو جبرائیل و میکائیل کے برابر قرار دیا جاسکے۔[6]

یحییٰ نے کہا، ایک اور روایت بھی موجود ہے کہ ابوبکر و عمر جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے جواباً فرمایا: یہ بھی نادرست ہے کیونکہ اہل جنت کی صفات میں سے یہ ہے کہ وہ سب کے سب جوان ہوں گے اور وہاں کوئی سن رسیدہ نہیں ہو گا۔ جب وہاں کوئی سن رسیدہ نہیں ہو گا تو وہاں سن رسیدہ کے سردار کس وجہ سے ہوں گے۔ اس کے بعد یحییٰ ابن اکثم نے ایک اور کوشش کی، کہنے لگا فرزندِ رسولؐ! ایک اور روایت موجود ہے کہ عمر اہل جنت کے لیے چراغ ہیں۔ امام محمد تقی علیہ السلام مسکرائے اور آپؑ نے فرمایا: اے قاضی! وہ جنت جہاں اللہ کے تمام مقرب فرشتے موجود ہیں، جہاں آدمؑ سے لے کر محمد مصطفیٰ ﷺ تک سب انبیاءؑ موجود ہیں، یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان کا نور جنت کو روشن نہ کرے اور جنت کو عمر کے چراغ کی اضافی ضرورت پیش آئے۔

اب یحییٰ کہنے لگا: فرزند رسولؐ! کہنے لگا فرزند رسولؐ! یہ روایت بھی موجود ہے کہ سکینۃ الٰہیہ (اطمینان الٰہیٰ یا صندوق عہد) عمر کی زبان سے بات کرتا اور ظاہر ہوتا ہے۔ امام محمد تقی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: قاضی یحییٰ! میں عمر کے لیے اس فضیلت کا منکر نہیں ہوں مگر ابوبکر تو عمر سے زیادہ برتر تھا، جبکہ ابوبکر نے منبر پر جا کر کہا تھا: میرے ساتھ میرے نفس میں شیطان ہے، جو مجھ کو بار بار ورغلاتا ہے، پس اگر میں کہیں پر غلط راہ پر چل پڑوں تو میری اصلاح کرنا۔ جب عمر سے برتر انسان کا یہ حال ہے تو عمر کس طرح ترجمان عہدِ الٰہیٰ بن سکتا ہے۔

یحییٰ نے کہا، فرزند رسولؐ! ہمارے پاس یہ حدیث بھی پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میں مبعوث بہ رسالت نہیں ہوتا تو میری جگہ پر عمر مبعوث ہوتا۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا: تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس کی نسبت، اللہ کی کتاب سب سے زیادہ سچ بولنے والی کتاب ہے۔ قرآن میں خدا کا فرمان ہے کہ "بتحقیق ہم نے نبیوں سے پہلے سے ہی میثاق لے لیا تھا۔"

اے ابن اکثم! کس طرح ممکن ہے کہ خدا نے جو عہد عالم ملکوت میں لے لیا ہے، اس کو تبدیل کیا جاسکے، جبکہ وہ عہد ان سے لیا گیا تھا، جنہوں نے لحہ بھر کے لیے بھی شرک نہیں کیا۔ ان کی صف میں کیسے خدا ایک ایسے انسان کو مبعوث بہ رسالت کر سکتا ہے، جس کی زندگی کا اکثر حصہ شرک میں گزرا ہو اور اس کے علاوہ خود رسول

اکرمؐ کا اپنا فرمان ہے "میں اس وقت بھی نبی تھا، جب آدمؑ مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔" [7]

اسلامی علوم کی ترویج میں امام محمد تقی علیہ السلام کا کردار

امام محمد تقی علیہ السلام کا دور اسلامی علوم کے فروغ اور تحقیق میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ میں حدیث، فقہ، اور تفسیر کے شعبوں میں گہرے اثرات نمایاں ہیں۔ امام نے اپنی زندگی کے دوران علم کے وہ اصول وضع کیے جو بعد کے اسلامی علوم کے لیے بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ شیخ صدوقؒ اپنی کتاب علل الشرائع میں لکھتے ہیں: "قالَ الإمامُ الجوادُ علیه السلام: إنَّ العلمَ نورٌ يقذِفُهُ اللهُ في قلوبِ عبادهِ المخلصينَ۔"[8] یعنی "علم ایک نور ہے جو اللہ اپنے مخلص بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔"

اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ امام جواد علیہ السلام نے علم کو ایک روحانی اور الٰہی عطیہ قرار دیا، اور یہ تصور اسلامی علوم میں تفکر وتدبر کو فروغ دینے کا باعث بنا۔ حدیث کے میدان میں امام محمد تقی علیہ السلام نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے متعدد احادیث بیان کیں، جن میں اسلامی عقائد، عبادات، اور اخلاقیات پر روشنی ڈالی گئی۔ آپ کے فرامین میں جامعیت اور گہرائی نظر آتی ہے، جس نے شیعہ حدیثی ذخیرے کو غنی کیا۔ سیرت ائمہ معصومینؑ میں سید مہدی شہیدی لکھتے ہیں کہ امام محمد تقی علیہ السلام کے شاگردوں نے آپ سے سینکڑوں احادیث روایت کیں، جنہیں بعد کے علماء نے اسلامی علوم کی بنیاد کے طور پر استعمال کیا۔ [9]

امام محمد تقی علیہ السلام کا یہ کردار اس بات کا غماز ہے کہ آپ نے حدیث کو نہ صرف روایت کرنے بلکہ اس کی تفہیم اور تحلیل کو بھی اہمیت دی، تاکہ معاشرتی مسائل کے حل کے لیے ان احادیث کو استعمال کیا جاسکے۔ فقہ کے شعبے میں امام محمد تقی علیہ السلام نے اسلامی قوانین کی وضاحت اور ان کی تطبیق کے لیے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔ امامؑ نے اسلامی فقہ کے اصولوں کو نہ صرف سکھایا بلکہ ان میں موجود باریکیوں کی وضاحت بھی کی، تاکہ ہر مسئلے کا واضح اور مستند حل پیش کیا جاسکے۔

آپ کا مشہور فرمان ہے: "لَا يَحِلُّ لِلْعَالِمِ أَنْ يَتَغَافَلَ عَنْ أُمُورِ أُمَّتِهِ" [10] یعنی: "عالم کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی امت کے مسائل سے غافل رہے۔" یہ اصول امام تقی علیہ السلام کے اجتہادی طرز عمل کو واضح کرتا ہے، جو اسلامی فقہ میں عملی مسائل کے حل کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ تفسیر قرآن کے میدان میں بھی امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمات انتہائی نمایاں ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات کی گہری تشریح کی اور ان میں پوشیدہ اسرار وحکمت کو واضح کیا۔ امام کا تفسیر قرآن کا طرز عمل اس بات پر زور دیتا ہے کہ قرآن کی تشریح میں عقل ومنطق کے ساتھ ساتھ الٰہی علم کا بھی دخل ہونا چاہیے۔ سید مہدی شہیدی کے مطابق: "امام الجواد علیه السلام كان يفسر القرآن تفسيرا يعتمد على بيان المعاني الباطنية دون اغفال المعاني الظاهرة"[11]

امام جواد علیہ السلام قرآن کی تفسیر میں باطنی معانی کی وضاحت کرتے تھے اور ظاہری معانی کو بھی نظرانداز نہیں کرتے تھے۔آپ کا یہ طریقہ کار نہ صرف قرآنی آیات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ موجودہ دور میں قرآن کے عملی نفاذ کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ امام محمد تقی علیہ السلام کے علمی اصول اور آپ کی خدمات اسلامی علوم کی ترقی اور ترویج میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔آپ کی حیاتِ مبارکہ اسلامی علوم کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتی ہے اور امت مسلمہ کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی اخلاقی تعلیمات

فرد اور معاشرے کی اصلاح کے لیے جن اقدار اور ارزشوں کی ضرورت ہوتی ہے، ان کو اخلاق کہا جاتا ہے، جن کی بنا پر اپنے اعمال و اقدامات کو سنوار کر ایک سماج یا فرد تکامل کی راہیں طے کرتے ہوئے سعادت دارین کی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔اس اخلاق کا کتبی منشور جہاں قرآن مجید کی صورت میں موجود ہے، وہیں اس کا عملی اسوہ محمدؐ وآلؑ محمدؐ کی صورت میں انسانیت کو عطیہ کیا گیا۔ تاکہ وہ جو قرآن میں لفظی ہے، ان کے وجودہائے مبارکہ میں عملاً دیکھیں اور ان کی پیروی کریں۔ اپنے آباء طاہرینؑ کی مانند امام محمد تقی علیہ السلام بھی اسی اسوہ حسنہ کے مالک تھے، آپؑ نے اپنی حیات میں اخلاق محمدیؐ کے ایسے نمونے پیش کیے، جو انسان کے لیے راہِ سعادت پر سفر کرنے کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

1. احسان اور اخلاق کا رابطہ:

امام محمد تقیؑ نے امیر المومنینؑ سے روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "ہر کسی کی قیمت اتنی ہی ہے، جس قدر وہ دوسروں سے نیکی اور احسان کرتا ہے۔"[12] معاشرے میں کسی ضرورت مند کی مدد کرنے والے کو محتاج اور جو مدد کر رہا ہے اس کو غنی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن امام محمد تقی علیہ السلام نے اخلاق اہلبیتؑ کے خوبصورت اصول تعلیم دیتے ہوئے، مدد کرنے والوں کی تربیت اخلاقی کے لیے بیان فرمایا:[13]

"وہ جو نیکی کرتے ہیں، وہ نیک کام سرانجام دینے کے زیادہ محتاج اور ضرورت مند ہیں، ان لوگوں کی نسبت جو ان کی نیکی کی احتیاج رکھتے ہیں۔ اس لیے جو بھی کسی دوسرے کے ساتھ نیکی کرتا ہے، وہ خود اپنے نفع میں یہ کام انجام دیتا ہے۔ اس لیے جو کام تمہارے اپنے فائدے میں کیا گیا ہے، اس کو انجام دینے پر دوسروں سے شکریہ اور تعریف کا طلب گار ہونا شائستہ اور سزاوار نہیں ہے۔"[14]

2. باادب، بانصیب

اخلاق کا ایک اہم جزو آداب ہیں، جو کہ اخلاق ہی سے نمو پاتے ہیں۔ معاشرہ ہمارے عملی رویوں سے ہمارے اخلاق کا پتہ لگاتا ہے۔ باادب ہونا اور زندگی کو اخلاق کی بنیاد پر، آداب سے آراستہ کرنا کس قدر اہم اور اس کا کتنا اجر ہے؟

اس بابت امام محمد تقی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ "کہیں پر بھی کوئی ایسے دو افراد جمع نہیں ہوتے، مگر یہ کہ ان میں سے اللہ کی بارگاہ میں نزدیک تر وہ ہوتا ہے، جو ان میں سے زیادہ باادب ہوتا ہے۔"[15]

3. مومن کی دل جوئی

عصرِ حضورِ ائمہؑ کی تمام تر جغرافیائی، سیاسی، سماجی اور ریاستی مشکلات کے باوجود اہلبیتؑ نے اپنے چاہنے والوں کو نہ تو خود کبھی تنہا چھوڑا اور نہ ہی ان کو ایسی تربیت دی کہ خدانخواستہ ایک دوسرے سے غافل ہو جائیں۔ ولایت تکوینی کے علاوہ، عمومی وسائل کا استعمال کرتے ہوئے، مومنین کی خبر گیری کرتے اور ان کو احساسِ تنہائی نہیں ہونے دیتے تھے۔ مثلاً اختیار معرفۃ الرجال طوسی کے مطابق امام محمد تقی علیہ السلام اپنے ان شیعوں سے، جو دور افتادہ مقامات پر رہائش پذیر تھے اور مدینہ تک ان کی رسائی آسان نہیں ہوتی تھی، ان سے باقاعدہ خط وکتابت کے ذریعے ان کی دل جوئی فرماتے اور ان کی رہنمائی کرتے۔[16]

مثلاً ایک مومن کے بیٹے کا انتقال ہو گیا تو امام محمد تقی علیہ السلام نے اس کو خط لکھا، اس کی دل جوئی فرمائی اور دعا فرمائی کہ خدا اس کو اس فرزند کے بدلے میں ایک اور بیٹا عطا فرمائے۔[17] اسی طرح جب ہمدان ابن احمد حضینی کے بھائی کا انتقال ہوا، تو امام محمد تقی علیہ السلام نے حمدان کو خط لکھا، اس کو تسلی دی اور اس کے بھائی کو اپنے مقرب شیعوں میں سے شمار فرمایا۔[18] جہاں ایک جانب یہ عمل تھا، وہیں دوسری جانب اچھے اور مباح کاموں میں مومنین کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کو خشک اور تشدد پسندانہ مذہبی رویوں سے دور رکھنے کے لیے بھی ائمہؑ نے انتہائی بہترین اقدامات فرمائے۔

مثلاً جب بھی کوئی مومن امام محمد تقی علیہ السلام کی بارگاہ میں اظہارِ عقیدت کے طور پر کوئی مدح لکھ کر ارسال کرتا تو امام نہ صرف اس کو قبول فرماتے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ اسی طرح جب کوئی مومن امام محمد تقی علیہ السلام سے اس بات کی اجازت طلب کرتا کہ وہ آپ کے لیے کوئی منقبت لکھے تو امامؑ اس کی درخواست کو قبول فرماتے تھے۔[19]

عصری مسائل اور امام محمد تقی علیہ السلام کی تعلیمات

امام محمد تقی علیہ السلام کی تعلیمات آج کے دور کے چیلنجز کے حل کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ آپ کے فرمودات نہ صرف اسلامی اخلاقیات اور سماجی انصاف کی اعلیٰ مثال ہیں بلکہ ان میں موجود ہدایتیں انسانی حقوق، انصاف، اور فرد و معاشرے کی ترقی کے اصولوں کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ امام جوادؑ نے فرمایا: "حق کی پیروی کرو اور انصاف کو اپنا شعار بناؤ، کیونکہ معاشرے کی بقا عدل و انصاف پر ہے۔"[20]

موجودہ دور میں، جب سماجی ناانصافی، اخلاقی انحطاط، اور مالی بدعنوانی جیسے مسائل عام ہو چکے ہیں، امام محمد تقی علیہ السلام کی یہ تعلیمات انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔ آپ کی تعلیمات انسان کو اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کے درمیان توازن قائم رکھنے کی ترغیب دیتی ہیں، جو کہ موجودہ دنیا میں امن و ترقی کے لیے ضروری ہے۔ عصر حاضر کے پیچیدہ حالات، جیسے کہ نوجوانوں میں مقصدیت کی کمی، بڑھتی ہوئی مادہ پرستی، اور سماجی تفرقات، امام محمد تقی علیہ السلام کے اصولوں کی روشنی میں مؤثر طریقے سے حل کیے جا سکتے ہیں۔
امام محمد تقی علیہ السلام نے ہمیشہ تعلیم کی اہمیت پر زور دیا اور فرمایا: "علم وہ ہتھیار ہے جو جاہلیت کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور انسان کو بصیرت عطا کرتا ہے۔" [21]
یہ اصول جدید تعلیمی نظام میں اخلاقی تربیت کو شامل کرنے کی ضرورت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، تاکہ نوجوان صرف مادّی ترقی کے بجائے اخلاقی اور روحانی اقدار کے حامل ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ امام کی تاکید کہ انسان کسی بھی حالت میں اپنے اخلاقی اصولوں سے پیچھے نہ ہٹے، ایک ایسی ہدایت ہے جو موجودہ دور کے بحرانوں سے نکلنے کے لیے ایک مضبوط راہ دکھاتی ہے۔

نتیجہ

امام محمد تقی علیہ السلام کی حیات نہایت مختصر تھی لیکن امام تقی علیہ السلام کا کم سنی اور شدید دباؤ کے باوجود علم و اخلاق اہلبیتؑ کو آشکار کرنا، ایک تاریخی امر تھا۔ امام محمد تقی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ علم و اخلاق کا ایسا کامل نمونہ پیش کرتی ہے، جو ہر زمانے کے انسان کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کے علمی مناظرات اور تعلیمات نے اسلامی علوم کی گہرائی کو واضح کیا اور معاشرے میں اخلاقی اقدار کو فروغ دیا۔ امام جواد علیہ السلام نے اپنی زندگی میں عدل، انصاف، صبر، اور عفو و درگزر کے جو اصول اپنائے، وہ آج کے معاشرتی مسائل کا بہترین حل پیش کرتے ہیں۔ یہ مقالہ اس بات کو اجاگر کرتا ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام کے علمی و اخلاقی فضائل نہ صرف انفرادی زندگی میں بہتری لانے کا ذریعہ ہیں بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود کا بھی ایک مستحکم بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں، جب اخلاقی زوال اور علمی بحران کا سامنا ہے، امام محمد تقی علیہ السلام کی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

*****

References

1. Muhammad Ibn Yaqub, Kulani, *Al-Kafi*, Vol. 1, (Tehran, Dar al-Kitab al-Islamiyyah, 1407 AH), 383; Mujtabi, Garavand, Barsi Naqsh-e-Ilmi Imam Jawad (a.s.), Mahdipur, (Qom, Markaz Madiriat Hozha-e-Ilmia, 1396 SH), 7.

محمد بن یعقوب، کلینی، *الکافی*، ج1، (تہران، دار الکتب الإسلامیۃ، 1407ق)، 383؛ مجتبی، گراوند، *بررسی نقش علمی امام جوادؑ*، مہدی پور، (قم، مرکز مدیریت حوزہ ہای علمیہ، 1396ش)، 7۔

2. , Kulani, *Al-Kafi*, 384; Garavand, Mahdipur, 8.

کلینی، *الکافی*، 384؛ گراوند، "مہدی پور"، 8۔

3. Hassan bn Ali, Ibn Shu'ba, *Tufh al-Aqool an Aal al-Rasul* (Tehran, Ilmia Islamia, 1363 SH), 452; Muhammad Ibn Hassan, Har Amili, *Wasal al-Shi'a*, Vol. 9, (Qom, Mosahat Al-Nashar al-Islami, 1424 AH), 188; Muhammad bn Muhammad, Al-Mufid, *Al-Arshad* (Qom, Al-Moatar Al-Alami-e-ul-Alfiyah Al-Shaikh al-Mufid, 1413 AH), 312.

حسن بن علی، ابن شعبہ، *تحف العقول عن آل الرسول* (تہران، علمیہ اسلامیہ، 1363ش)، 452؛ محمد بن حسن، حر عاملی، *وسائل الشیعۃ*، ج9، (قم، مؤسسۃ النشر الإسلامی، 1424ق)، 188؛ محمد بن محمد، مفید، *الارشاد* (قم، المؤتمر العالمی لألفیۃ الشیخ المفید، 1413ق)، 312۔

4. Muhammad Baqir, Al-Majlisi, *Bahar al-Anwar al-Jamaa Ladarr Akhbar Al-Ayma al-Athar*, Vol. 5, (Tehran, Antarhat Kitab Nashr, 1986), 52.

محمد باقر، مجلسی، *بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار*، ج5، (تہران، انتشارات کتاب نشر، 1986ش)، 52۔

5. Ahmad bin Ali, Tabarsi, *Al-Ihtjaj*, Vol. 4, (Beirut, Mosahat Illilmi Lil-Matbohat, 1421 AH), 210.

احمد بن علی، طبرسی، *الاحتجاج*، ج4، (بیروت، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، 1421ق)، 210۔

6. Ibid.

ایضاً۔

7. Ibid, 213-214.

ایضاً، 213-214۔

8. Muhammad bin Ali bin Babuyyah, Saduq, *Ilal al-Shari'a*, (Najaf, Maktaba al-Haidriya, 2018), 223.

محمد بن علی بن بابویہ، صدوق، *علل الشرائع*، (نجف، مکتبۃ الحیدریہ، 2018)، 223۔

9. Syed Mahdi, Shahidi, *Seerat al-Imam al-Masoomin (a.s.)*, Vol. 2, (Qom, Idara Tablighat Islami, 2015), 112.

سید مہدی، شہیدی، سیرت ائمہ معصومینؑ، ج2، (قم، ادارہ تبلیغات اسلامی، 2015)، 112۔

10. Saduq, *Ilal al-Shari'a*, 225.

صدوق، علل الشرائع، 225۔

11. Shahidi, *Seerat al-Imam al-Masoomin (a.s.)*, 113.

شہیدی، سیرت ائمہ معصومینؑ، 113۔

12. Muhammad bin Ali, Saduq, *Amali Sheikh Saduq*, (Tehran, Kitabchi, 1376 SH), 532.

محمد بن علی، صدوق، امالی شیخ صدوق، (تہران، کتابچی، 1376ش)، 532۔

13. Muhammad, Ghafouri, "*Ikhlaq Ejtamai Imam Jawad (a.s.)* "Majmoha Mqalaat Hamesh Serah wa Zamana Imam Jawad a.s (Qom, Markaz Madiriat Hozha-e-Ilmia, 1396 SH), 7.

محمد، غفوری، اخلاق اجتماعی امام جوادؑ " مجموعہ مقالات ہمایش سیرہ و زمانہ امام جواد (قم، مرکز مدیریت حوزہ ہای علمیہ، 1396ش)، 7۔

14. Ali bin Isa, Arbali, *Kafs al-Ghamma fi Marafah al-Aymah*, (Qom, al-Sharif al-Razi, 1421 AH), 347.

علی بن عیسی، اربلی، کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ، (قم، الشریف الرضی، 1421ق)، 347۔

15. Kulani, *Al-Kafi*, 496.

کلینی، الکافی، 496۔

16. Muhammad bin Umar, Kushi, *Akhtar al-Marifa al-Rijal*, Vol. 2 (Qom, Al-Al-Bait (Alaim-o-Slam) Lil-Ahya Al-Tasraat, 1404 AH), 798.

محمد بن عمر، کشی، اختیار معرفۃ الرجال، ج2 (قم، مؤسسۃ آل البیت (علیہم السلام) لإحیاء التراث، 1404ق)، 798۔

17. Kulani, *Al-Kafi*, Vol. 3, 205.

کلینی، الکافی، ج3، 205۔

18. Kushi, *Akhtar al-Marifa al-Rijal*, 835.

کشی، اختیار معرفۃ الرجال، 835۔

19. Har Amili, *Wasal al-Shi'a*, Vol. 10, 468.

حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج10، 468۔

20. Muhammad Hussain, Tabatabai, Muhammad Baqir, Mousavi, *Tafsir al-Mizaan*, Vol. 20, (Qom, Jamia Madraseen, 1378 SH), 112,

محمد حسین، طباطبائی، محمد باقر، موسوی، تفسیر المیزان، ج20، (قم، جامعہ مدرسین، 1378)، 112،

21. Ibid, 115.

ایضاً، 115۔